41

حق دار کو اس کا حق فوراً ادا کردو

(فرمودہ ۲۹۔ جنوری ۱۹۳۲ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے اپنے ایک پچھلے خطبہ جمعہ میں دوستوں کو نصیحت کی تھی کہ وہ اس سال کے پروگرام میں علاوہ تبلیغ احمدیت کے خصوصیت سے اس امر کو بھی شامل کرلیں کہ وہ موجودہ سال کو اپنی تمام لڑائیوں اور جھگڑوں اور فتنہ اور فسادات کو دور کرنے کی کوششوں میں صرف کردیں اور جہاں تک ان سے ہو سکے خواہ وہ مظلوم ہی کیوں نہ ہوں اور خواہ ان پر دوسروں کی طرف سے ظلم ہی کیوں نہ کیا گیا ہو' آپس میں صلح اور صفائی کرلیں۔

مجھے خوشی ہے کہ جماعت کے دوستوں نے میری اس نصیحت پر نہایت کثرت سے عمل کیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جن لوگوں کے دل ابھی تک دوسروں کی طرف سے صاف نہیں ہوئے وہ اس موقع کو غنیمت سمجھتے اور اس سے پوری طرح فائدہ اٹھاتے ہوئے آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کریں گے اور جلد سے جلد اپنے قلوب کو دوسروں کی نسبت صاف کرکے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن جائیں گے۔ لیکن جہاں میں نے یہ نصیحت کی تھی کہ لوگ اپنے دلوں کو دوسروں کی نسبت صاف کرلیں اور خواہ وہ مظلوم ہی کیوں نہ ہوں صلح کریں میری یہ نصیحت نامکمل ہوگی اور فتنوں کا سدباب پوری طرح نہیں ہوگا جب تک میں اس کا دوسرا حصہ بھی بیان نہ کروں اور وہ یہ ہے کہ نہ صرف دوسروں کے متعلق ہر قسم کی کدورت سے اپنے دلوں کو صاف کرو بلکہ اس امر کو بھی مدنظر رکھو کہ کسی مظلوم کا معافی مانگ لینا ایسی بات نہیں جو تمہارے لئے خوشی کا موجب ہو سکے بلکہ خوشی صرف اسی کے لئے ہے جس نے معافی مانگی اور تمہیں خوشی اس

وقت حاصل ہوگی جب تم اپنے خدا کو حاضر ناظر جانتے ہوئے اگر دوسروں کے حقوق کو تم نے غصب کیا ہوا ہے تو وہ حقوق ادا کردو' اور اگر تم پر کسی کا مالی یا جانی یا اخلاقی حق ہے تو وہ اسے دے دو گرنہ اگر تم دوسروں کے حقوق ادا نہیں کرتے تو خواہ دوسرا شخص تم سے ہزار معافی مانگے اس کا درجہ تو بڑھتا جائے گا لیکن تمہارا جرم اور گناہ بھی ساتھ ہی ساتھ بڑھ جائے گا کیونکہ وہ شخص میرے کہنے پر تمہارے پاس گیا اور اس نے مظلوم ہونے کے باوجود تم سے معافی مانگی مگر تم نے باوجود ظالم ہونے کے اور باوجود اس کے معافی مانگ لینے کے اس کے حقوق کی ادائیگی کا خیال نہ کیا۔ اور تم نے اپنے دل میں یہ سمجھ لیا کہ وہ نیچا ہو گیا۔ پس اپنے نفوس کو اس غرور میں مبتلاء نہ ہونے دو کہ ہم نے دوسرے کو نیچا دکھا دیا' کیونکہ وہ معافی مانگ کر نیچا نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اونچا ہو گیا کیونکہ اس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور خلیفہ وقت کی بات مانی مگر تم جو اس وقت اپنے آپ کو اونچا سمجھ رہے ہو دراصل نیچے گر گئے۔

جس طرح انسان جتنا اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں جھکتا ہے اتنا ہی اس کا درجہ بلند ہوتا ہے حتیٰ کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ جو شخص خدا کے لئے نیچے جھکتا ہے خدا اس کو اوپر اٹھاتا ہے یہاں تک کہ اسے ساتویں آسمان پر لے جاتا ہے۔[1] اسی طرح جو شخص اپنے بھائی سے معافی مانگتا ہے وہ نیچے نہیں گرتا بلکہ اس کا درجہ بلند ہوتا اور خدا کے حضور بہت بلند ہو جاتا ہے۔ پس مظلوموں کے معافی مانگ لینے کی وجہ سے تم یہ مت خیال کرو کہ جس نے تم سے معافی مانگی وہ تمہارے سامنے گر گیا بلکہ اسے خدا نے اونچا کر دیا اور جس کو خدا اونچا کرے اسے کوئی نہیں جو نیچا کر سکے۔ پس اس کے معافی مانگ لینے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ گر گیا یا ذلیل اور رسوا ہو گیا بلکہ اس کے معافی مانگ لینے اور تمہارے غرور اور تکبر کرنے کا یہ مطلب ہے کہ تم اب خدا کے غضب کے خطرہ کے نیچے آ گئے کیونکہ جس وقت تم اور وہ دونوں اپنی اپنی ضد پر قائم تھے' اس وقت تک خدا کا دخل دینار کا ہوا تھا اور اس کی صفات غضبیہ انتظار کر رہی تھیں کہ ان میں سے کون رحمت کی چادر تلے آتا ہے۔ پس جس وقت ایک نے اپنے سر کو جھکا دیا اور مظلوم ہونے کے باوجود ظالم کے پاس آیا اور بے قصور ہوتے ہوئے معافی مانگی اور وہ جس نے اس کا حق دبایا ہوا تھا' اس پر ظلم کیا تھا' اسے مالی یا جانی نقصان پہنچایا تھا' اپنی ضد پر اڑا رہا اور اس نے خیال کیا کہ میں نے بڑی فتح پائی۔ میرا حریف آخر ذلیل اور رسوا ہوا تو یاد رکھو! ایسے شخص کے خلاف خدا کے غضب کی صفت جوش میں آئے گی اور اس کی غیرت دم نہیں لے گی جب تک وہ اسے پیس کر نہ رکھ دے۔

پس اگر تم سے کسی بھائی نے معافی مانگی ہے تو تمہیں اپنے نفوس میں غور کرنا چاہئے کہ آیا تم ظالم تھے یا وہ۔ مگر بہت دفعہ انسان اپنے نفس کے محاسبہ میں غلطی کر جاتا ہے۔ میں نے بڑے بڑے ظالموں کو دیکھا ہے۔ میں نے بڑے بڑے حق مارنے والوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے دل میں یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم ظالم نہیں بلکہ مظلوم ہیں۔ پس میری وہ نصیحت نامکمل رہے گی اگر میں اس کے ساتھ ہی یہ نہ کہوں کہ اب تم مظلوموں کے معافی مانگ لینے کی وجہ سے خدا کے غضب کے خطرہ میں آگئے ہو اور قریب ہے کہ تم میں سے بعض خدا کے غضب اور اس کی گرفت میں شدید طور پر گرفتار ہو جائیں۔ پس اس خطرہ کو اپنے دلوں میں محسوس کرو اور اگر خود محسوس نہیں کر سکتے تو میں تمہیں خدا کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ خدا کا عذاب نہایت سخت ہوتا ہے ایسا سخت کہ اس سے زیادہ سخت اور کوئی عذاب نہیں ہوتا۔ پس اپنے نفوس کا محاسبہ اپنی آنکھوں سے نہیں، بلکہ دوسروں کی نگاہوں سے کرو کیونکہ بہت دفعہ انسانی آنکھ اپنے ذاتی عیوب معلوم کرنے سے قاصر رہتی ہے اور اگر تم اس محاسبہ کے بعد یہ محسوس کرو کہ تم نے کسی کا حق مارا ہوا ہے تو تم گھبرا جاؤ اور ڈرو تا ایسا نہ ہو کہ خدا کی گرفت کے نیچے آجاؤ اور جلد سے جلد دوسرے کا حق ادا کر دو۔ بلکہ میں تمہیں یہاں تک کہتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ مجھے فلاں کا اگرچہ حق دینا ہے مگر رات گزار کر کل صبح دے دوں گا وہ اپنے دل میں ڈرے اور بہت ڈرے۔ اسے کیا معلوم کہ اس کے لئے صبح ہو گی یا نہیں اور اسے کیا معلوم کہ صبح تک اس کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا یا بند ہو جائے گا کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ رات بھر زندہ رہے گا یا نہیں۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ پھر اس کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا یا نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہے کہ میں نے فلاں کا حق دینا ہے مگر آج نہیں اس پر کل غور کروں گا وہ بھی اپنے دل میں ڈرے اور بہت ڈرے اسے کیا معلوم کل کا دن اس کے لئے آئے گا یا نہیں اور اسے کیا معلوم کہ اگر کل کا دن اس کے لئے چڑھا بھی تو اس کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا یا نہیں۔ لیکن اگر کوئی جانتا ہے کہ میں نے فلاں کا حق مارا ہوا ہے اور پھر بھی وہ اس کا حق ادا نہیں کرتا تو وہ اپنے آپ کو یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خطرہ میں ڈالتا اور اپنی روح کو شیطان کے حوالے کرتا ہے اور ہر سیکنڈ جو اس کی زندگی کا گزرتا ہے اسے خطرہ اور عذاب کے زیادہ قریب کرتا جا رہا ہے۔ پس جس قدر جلد سے جلد ہو سکے اپنے بھائی کا حق واپس کر دو بلکہ کوشش کرو کہ اس کے حق سے زیادہ اسے واپس کرو تا اس کی مظلومیت کا بدلہ بھی اتار سکو۔ اگر تم میری اس

نصیحت پر بھی عمل کرو تب میں سمجھوں گا کہ میری پہلی نصیحت مکمل ہو گئی ورنہ صرف پہلی نصیحت پر عمل کر کے جماعت کا ایک حصہ اگر خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہو گیا ہے تو جماعت کا دوسرا حصہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے خطرہ کے نیچے آگیا ہے۔

بے شک میری اس نصیحت کے نتیجہ میں آپس کے جھگڑے بند ہو گئے ہیں' بے شک بغض اور کینے جاتے رہے ہیں' بے شک زید اور بکر کے دل آپس میں مل گئے ہیں اور بے شک ہماری مجالس آباد اور ہماری مسجدیں بھائیوں سے بھر گئیں مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ ویرانی کا ایک نیا سامان بھی پیدا ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی غیرت ہے جو اب ان کی خاطر بھڑکے گی جو مظلوم ہو کر ظالموں کے پاس گئے اور ان سے بے قصور ہو کر معافی مانگی مگر وہ ظالم اپنے غرور میں رہے اور انہوں نے کہا کہ خوب ہوا آخر ہمارا مد مقابل ہمارے سامنے جھک گیا اور اسے ذلیل ہونا پڑا۔ یاد رکھو یہ طریق اختیار کرنے والا کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث نہیں ہو سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو تو اپنے نفوس کی کامل اصلاح کے لئے تیار ہو جاؤ اور تم میں سے جس شخص نے ظلم اور تعدی سے کسی دوسرے کا حق مارا ہوا ہو' اس کا فرض ہے کہ فوراً حق ادا کر دے۔ بلکہ ہماری جماعت کو تو دوسروں کے حقوق کے متعلق وہ نمونہ دکھانا چاہئے جو صحابہؓ کے متعلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے دو صحابی تھے ان میں جھگڑا ہو گیا اور جھگڑا اس بات پر ہوا کہ ایک شخص گھوڑا خریدنا چاہتا تھا اور دوسرا بیچنا چاہتا تھا۔ گھوڑا خریدنے والا کہے کہ میں اس کی زیادہ قیمت دوں گا کیونکہ میں گھوڑوں کو خوب پہچانتا ہوں اور جانتا ہوں کہ کونسا گھوڑا اچھا ہوتا ہے اور کونسا ناقص۔ تم تھوڑی قیمت بتلاتے ہو' میں زیادہ دوں گا۔ اور گھوڑا بیچنے والا کہے میں اتنی قیمت نہیں لوں گا کیونکہ میں گھوڑے کا مالک ہوں اور جانتا ہوں کہ یہ گھوڑا کس قیمت کا ہے۔[۲] یہ وہ مؤمنانہ روح ہے جو دوسروں کی نگاہوں میں جماعت کو ممتاز بنا سکتی ہے اور یہ وہ روح ہے جس کے ماتحت لوگ خود بخود سلسلہ کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ پس یہ روح اپنے اندر پیدا کرو تا اللہ تعالیٰ کے فضل تم پر نازل ہوں اور تا اللہ تعالیٰ کہہ سکے کہ جب میرا فلاں بندہ کنگال ہو کر دوسروں کو ان کے حق دے دیتا بلکہ ان کے حق سے زیادہ دیتا ہے تو میں جس کے خزانے وسیع اور جس کی رحمت تمام عالم پر محیط ہے کیوں اس کے ساتھ خاص سلوک نہ کروں۔ پس بندوں سے نمایاں شفقت کا سلوک کرو تا تم پر بھی خدا نمایاں طور پر اپنی رحمت نازل کرے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اخلاق فاضلہ کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم صرف ظاہری طور پر ہی نمازیں پڑھنے والے نہ ہوں بلکہ ہمارے دل بھی عبادت گزار ہوں۔ اور ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی وسعت پر نظر رکھیں اور یہ نہ سمجھیں کہ دوسروں کا حق مار کر ہم بڑے بن سکتے ہیں۔

(الفضل ۴۔ فروری ۱۹۳۲ء)

---

۱ بخاری کتاب الرقاق باب التواضع

۲